السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیث کا معمول ہے کہ اکثر ایک جنازہ متعدد بار پڑھتے ہیں، اوراحناف اس سے انکار کرتے ہیں، بلکہ دوسری مرتبہ جنازہ پڑھنے سے روکتے ہیں، اورکہتے ہیں کہ قرون ثلاثہ میں کسی شخص کا جنازہ دوسری دفعہ نہیں پڑھا گیا۔ اور حضورﷺ کا جنازہ خلافت قائم ہونے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھادیا، پھر کسی نے نہیں پڑھا، پس یہ دوبارہ جنازہ پڑھنا بدعت ہے لہذا بتایا جائے کہ حضورﷺ کے زمانہ میں کسی کا جنازہ دویاتین مرتبہ سامنے رکھ کر پڑھا گیا ہو، جیساکہ آج کل اہل حدیث کا معمول ہے، کہ جولوگ جنازہ سے رہ جاتے ہیں، وہ فوراً دوبارہ جنازہ پڑھ لیتے ہیں، نیز رسول اللہﷺ کا جنازہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد بھی کسی نے پڑھایا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مشکوۃ شریف میں ہے۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٌ اَنَّ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ بِقَبرٍ دُفِنَ لَیلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ ھٰذَا قَالُوا البَارِحَةِ قَالَ اَفَلَا اٰذَنتُمُونِی قَالُوا دَفَنَاہُ فِی ظُلمَةِ اللَّیلِ فَکَرِھنَا اَن نُوقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفنَا خَلفَہٗ فَصَلّٰی عَلَیہِ وَعَن اَبِی ھُرَیرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ امرَأَةٌ سَودَائَ کَانَت تَقُمُّ)) المَسجِدَ اَوشَابٌّ فَفَقَدَھَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَسَئَلَ عَنھَا اَو عَنہُ فَقَالُوا مَاتَ قَالَ اَفَلَا کُنتُم اٰذَنتُمُونِی قَالَ فَکَاَنَّھُم صَغَّرُوا اَمرَھَا اَواَمرَہٗ فَقَالَ دُلُّونِی عَلٰی قَبرِہٖ فَدَلُّوہُ فَصَلّٰی عَلَیھَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ القُبُورَ مَملُوَّةٌ ظُلمَةً عَلٰی اَھلِھَا وَاِنَّ اللّٰہَ یُنَوِّرُھَا لَھُم بِصَلَاتِی عَلَیھِم))
(متفق علیہ) ولفظہ لمسلم مشکوۃ باب المشی بالجنازة

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہﷺ ایک میت کی قبر کے پاس سے گذرے جورات کودفن کی گئی، آپﷺ نے دریافت کیا کہ یہ شخص کب دفن کیا گیا، صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا آج رات،'' فرمایا: مجھے کیوں نہ خبردی، صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس کواندھیرے میں دفن کیا آپ کوجگانا مناسب نہ سمجھ، پس آپ کھڑے ہوئے اورہم نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھی، پس اس پر نماز پڑھی، اورابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک حبشیہ یاجوان مرد جومسجد کوجھاڑدیتا تھا، رسول اللہﷺ نے اس کونہ پایا۔ توآپﷺ نے اس کی بابت پوچھا۔ لوگوں نے کہاکہ وہ مرگیا ہے، فرمایا مجھے تم نے خبرکیوں نہ دی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں نے گویا اس کا معاملہ چھوٹا سمجھا، رسول اللہﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ، انہوں نے قبر بتائی، توآپﷺ قبر پر جاکر نماز جنازہ اداکی، پھر فرمایاکہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی ہیں، میری نماز جنازہ پڑھنے سے خدا ان کوروشن کردیتا ہے۔''

اس قسم کی کئی روایتیں آئیں ہیں، جن میں قبر پر نماز جنازہ کا ذکر ہے، اوربعض روایتوں میں مہینہ کی مدت بھی آئی ہے، یعنی ایک ماہ بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھا، (منتقی فتح الباری جلد نمبر ۵) پس جب قبر پر نماز جنازہ ثابت ہوگیا، توجب میت قبر سے باہر ہواس وقت بطریق اولیٰ ثابت ہوگیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہﷺ کا خاصہ ہے، اوردلیل اس کی یہ پش کرتے ہیں، کہ آپﷺ نے فرمایا میری نماز جنازہ پڑھنے سے خدا ان کی قبروں میں نور کردیتا ہے، مگر یہ اُن لوگوں کی ڈبل غلطی ہے، یہ توایسا ہے، جیسے رسول اللہﷺ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے جنازہ میں چالیس آدمی توحید والے شریک ہوجائیں، خدا ان کی سفارش ان کے حق میں قبول کرے گا(مشکوۃ باب المشی بالجنازة)   توکیا اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ چالیس سے کم جنازہ نہ پڑھیں، نیز زکوۃ کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ {خُذ مِن اَموَالِھِم صَدَقَةً} ''ان کے مالوں سے صدقہ لے۔''((تُطَھِّرُھُم وَتُزَکِّیھِم بِھَا وَصَلِّ عَلَیھِم اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُم)) ''تاکہ اس صدقہ کے ذریعہ توان کاظاہر وباطن پاک کرے، اوران کےلیے دعاکر بے شک تیری دعا ان کے لی تسلی ہے۔

توکیا اس کا مطلب یہ ہے، کہ زکوۃ لینا آپﷺ ہی کا خاصہ ہے، کیونکہ آپﷺ کی دعا ان کےلیے تسلی ہے، کسی اورکی نہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جولوگ زکوۃ کے منکر ہوگئے تھے، انہوں نے بھی یہی آیت پش کرکے کہا تھا کہ زکوۃ کا حکم رسول اللہﷺ کی حیات تک تھا، اب نہیں، اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھائی سواس قسم کے دلائل سے خاصہ ثابت نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ کوئی واضح دلیل چاہیے، پھر رسول اللہﷺ کا خاصہ نہیں بلکہ عام ہے، اب رہا یہ استدلال کہ رسول اللہﷺ کا جنازہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد کس نے نہیں پڑھا۔ اول تونہ پڑھنے سے یہ لازم آتاکہ دوبارہ جنازہ جائز نہیں، کیونکہ جنازہ فرض کفایہ ہے، جب کچھ لوگ پڑھ لیں توقرض ذمہ سے اُترگیا، اس کا یہ مطلب نہیں ہوتاکہ دوبارہ منع ہے، جب مذکورہ بالاروایتوں سے دوبارہ ثابت ہوگیا، توجوپڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔

دوسرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جنازہ پڑھانے کی روایت قابل استدلال نہیں، کیونکہ یہ روایت صحت کونہیں پہنچی نیل الاوطار میں ہے، کہ اس میں اختلاف ہے کہ نبیﷺ کے جنازہ میں امام کون بنایا گیا، پس کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امام تھے، یہ روایت ایسی سند سے مروی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ صحیح نہیں، اوراس کی اسناد میں ایک راوی حرام ہے، جوبہت ضعیف ہیں اوراسناد بھی منقطع ہے، یعنی اسناد میں راوی گراہوا ہے، نیز دحیہ نے کہاہے کہ بات صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھی، امام شافعی رحمہ اللہ نے یہی فیصلہ کیا ہے، یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہﷺ پر امام نہ بننے کی وجہ آپ کی عظمت اور بزرگی ہے، نیز ہر ایک اس چیز کی رنجت رکھتا تھا، اس لیے کسی ایک کوامام نہیں گیا، دحیہ کہتے ہیں کہ آپ پر تیس ہزار اشخاص نے نماز پڑھی، اس سے معلوم ہواکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ آپ ﷺ پر کسی نے امامت نہیں کرائی منتقی میں ہے۔

((عن ابن عباس قال دخلالناس علی رسول اللہ ﷺ ارسالاً یصلون علیہ حتی اذافرغوا ادخلوا النساء حتّٰی اذافرغنا دخلوا الصبیان ولم یؤمن النّاس علی رسواللہ ﷺ عَلَیہِ وسلم احد رواہ ابن ماجة))

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ پر لوگ تھوڑے تھوڑے داخل ہوتے، اورنماز پڑھتے، جب مرادفارغ ہوگئے، توانہوں نے عورتوں کوداخل کیا، جب عورتیں فارغ ہوگئیں، تولڑکوں کوداخل''

"کیا، اور رسول اللہ ﷺ پر کسی نے امامت نہیں کرائی۔

اس حدیث کو بیہقی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے، کیونکہ اس میں حسین بن عبد اللہ بن ضمیر راوی ضعیف ہے، نیل الاوطار میں ہے کہ اس بارہ میں مسند احمد میں بھی روایت ہے، ابی عُسیب کہتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے جنازہ کو حاضر ہوا، (آخر وقت) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر نماز جنازہ کس طرح پڑھیں، فرمایا تھوڑے تھوڑے داخل ہوں، اس طرح تلخیص میں ہے، جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں بھی اس طرح مروی ہے، اس کی اسناد میں عبد المنعم بن ادریس ایک راوی ہے، جو کذاب ہے، اور بزار نے کہا ہے کہ حدیث موضوع ہے، اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم میں کمزور اسناد کے ساتھ، اور نبیط بن شریط سے بیہقی میں بھی (اسی طرح) مروی ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس کو بصیغہ بلغنی (مجھے پہنچا) ذکر کیا ہے، شمائل ترمذی میں ہے۔

((قالوا یا صاحب رسول اللہ ﷺ ایصلی علی رَسُول اللّٰہ ﷺ قال نعم قالوا وکیف قال یدخل قوم فیکبرون یصلون ویدعون ثم یخرجون حتی یدخل الناس ربابُ ما جاء فی وفات رَسُول اللّٰہ ﷺ))

یعنی لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہا کیا، رسول اللہ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، فرمایا: ہاں! لوگوں نے کہا، کس طرح فرمایا: ایک قوم داخل ہو کر تکبیر کہیں نماز پڑھیں، دعا کریں، پھر نکل جائیں، یہاں تک کہ اس'' ''طرح سارے لوگ داخل ہوں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں، آپ پر کوئی امامت نہ کرائے، کیونکہ آپ حسین حیات اور حسین ممات دونوں حالتوں میں امام ہیں، اور بعض روایتوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح وصیت کی، اور اسی وجہ سے کہ آپ ﷺ کے دفن میں تاخیر ہوئی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر نماز جنازہ جائز نہیں، تاکہ یہ سلسلہ جاری ہو کر آپ کی پوجا تک نوبت نہ پہنچ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے متفرق طور سے آپ ﷺ پر فرشتوں نے نماز جنازہ پڑھی، پھر پ کے اہل بیت نے پھر متفرق لوگوں نے پھر آخیر میں، امہات المؤمنین نے، شرح مواہب میں خصائص کے بیان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اوپر کی روایتیں ذکر کر کے بعد لکھتے ہیں۔

((فکان الناس یدخل رسلاً فرسلاً فیصلون صفاً صفاً لسی لھم امام رواہ ابن سعد))

''یعنی تھوڑے تھوڑے لوگ آپ پر داخل ہوتے، پس قطار باندھ کر بغیر امام کے نماز پڑھتے، روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔''

شیخ عبد الرؤف مناوی شرح شمائل میں لکھتے ہیں، جس اردو ترجمہ یہ ہے، یعنی حاکم نے مستدرک میں اور بزار نے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے اہل کو حضرت عائشہ رضی اللہ عن کے گھر جمع کیا، تو اہل نے کہا آپ پر کون جنازہ پڑھے گا، تو فرمایا جب تم مجھے غسل دے کر میرے چارپائی پر رکھو، تو اندر سے نکل جاؤ، کیونکہ پہلے مجھ پر جبرائیل نماز پڑھائیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر ملک الموت (عزرائیل) پھر تم فوج فوج داخل ہوؤ اور نماز پڑھو، اور سلام بھیجو، اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں، صرف عبد الملک مجہول ہے، اس قسم کی روایتیں بے شمار ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے جنازہ پر امامت نہیں ہوئی بلکہ ویسے ہی تھوڑے تھوڑے داخل ہو کر نماز جنازہ پڑھتے رہے، ان کا کوئی امام نہیں تھا، اگرچہ بعض روایتوں میں کچھ ضعف ہے، مگر کثرت طرق کی وجہ سے حسن کے درجہ کو پہنچ سکتی ہیں، بلکہ شمائل ترمذی حدیث اکیل ہی حسن کے درجہ کی ہے، اور شرح مواہب میں ابن کثیر سے نقل کیا ہے، ((ھذا امر مجمع علیہ)) ''یعنی اس پر اجماع ہے۔'' پس جب اجماع ہوا تو کوئی شبہ نہ رہا۔

نیل الاوطار کے صفحہ ۷۴،ج ۳ میں ابن عبد البر سے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے، اگرچہ نیل الاوطار میں اس کے بعد ابن دحیہ کا اس پر اعتراض نقل کیا ہے، کہ ابن عبد البر کا اس کو جامع کہنا صحیح نہیں، کیونکہ ابن القصار نے اس پر اختلاف ذکر کیا ہے، کہ آپ ﷺ پر نماز جنازہ پڑھی گئی، یا صرف دعا کی گئی، پھر اکیلے اکیلے پڑھی گئی، یا باجماعت لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اختلاف اقل قلیل ہے، قریباً سارے مؤرخین نے آپ پر نماز جنازہ نقل کی ہے، نہ فقط دعاء اور نماز جنازہ بھی اکیلے اکیلے بغیر امام کے اور اوپر کی روایت سے بھی نماز جنازہ ہی ظاہر ہوتی ہے، کیونکہ تکبیر کا ذکر ہے، اور لوگوں کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا: ((اَیصلی علیٰ رَسُول اللّٰہ ﷺ)) "کیا آپ پر صلوٰۃ پڑھی جائے؟'' اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نماز جنازہ ہی مراد ہے، کیونکہ ویسے تو التحیات وغیرہ میں ہمیشہ آپ ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے، یہ کوئی شبہ کی شئی نہیں، شبہ جنازہ میں ہی ہو سکتا ہے، جیسے آپ کے ننگا کر کے غسل دیتے ہیں، اور آپ ﷺ کے مقام دفن میں شبہ ہوا، اس طرح جنازہ میں شبہ ہوا، آکر غسل آپ کو کپڑوں سمیت دیا گیا، اور دفن آپ ﷺ وہیں ہوئے اور جنازہ اکیلے اکیلے پڑھا گیا۔

اُوپر کی روایات اور سب مؤرخین کا اتفاق یہ دونوں مل کر اس بات کا کافی ثبوت ہے، اول تو اوپر کی روایات کافی تھیں، لیکن مؤرخین کا قریباً اتفاق ان کا مؤید ہو گیا، پس رسول اللہ ﷺ کے جنازہ سے اس بات پر استدلال کرنا کہ متعدد جنازہ جائز نہیں یہ بالکل غلط ہے، بلکہ اس واقعہ سے متعدد جنازہ ثابت ہوتے ہیں، اور اسی واسطے ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے اس واقعہ کو متعدد جنازہ کے ثبوت میں پیش کیا ہے، چنانچہ شرح شمائل صفحہ مذکور میں ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ ((قال ابن حجر فیہ ان تکریر الصلوۃ علی المیت لا باس بھا)) ''یعنی اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ میت پر متعدد جنازہ کا کوئی حرج نہیں۔'' اگرچہ اس کے بعد ملا علی قاری نے کہا ہے، کہ یہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے، کیونکہ باوجود جماعت ہو سکنے کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جماعت کی اجازت نہیں دی، اور اکیلے اکیلے پڑھنے کا ارشاد فرمایا، بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی آخیر وقت اس کی وصیت فرمائی، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ خاصہ ہے۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد نمبر ۲ ص نمبر ۴۶۰) (حافظ محمد عبد السلام امرتسری مقیم روپڑ)